

تقویۃ الایمان

تالیف

شاہ اسماعیل شہید

مکتبہ قدوسیہ

تقویۃ الایمان

تالیف

شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ



مکتبہ قدوسیہ

فہرست مضامین

9	❖ مقدمہ
9	❖ تعلیم و تربیت
11	❖ سید صاحب رحمۃ اللہ کی بیعت
12	❖ سفر حج
13	❖ دعوتِ جہاد
13	❖ ہجرت
14	❖ جہاد
15	❖ سیرت کی ایک جھلک
17	❖ فَهْلُ مِنْ مُدَّكَرٍ
17	❖ اولاد
18	❖ تصانیف
19	❖ تقویۃ الایمان کی سرگزشت
20	❖ کتاب کے ممتاز خصائص
22	❖ اعتنا اور عدم اعتنا کے متضاد مناظر
22	❖ ضروری کام
24	❖ موجودہ دور
24	❖ تقویۃ الایمان کی ترتیب
25	❖ ”تقویۃ الایمان“ کے مختلف نسخے

- ❖ 82 ----- شعائر اللہ کی تعظیم کی جائے
- ❖ 83 ----- غیر اللہ کے نام کی چیز حرام ہے
- ❖ 84 ----- حکم صرف اللہ کے لیے ہے
- ❖ 85 ----- من گھڑت نام شرک ہیں
- ❖ 85 ----- خود ساختہ رسمیں شرک ہیں
- ❖ 86 ----- لوگوں کو تعظیماً سامنے کھڑا رکھنا ممنوع ہے
- ❖ 87 ----- بتوں اور تھانوں کی پوجا شرک ہے
- ❖ 88 ----- ذبح لغیر اللہ لعنت کا باعث ہے
- ❖ 88 ----- قرب قیامت کی علامتیں
- ❖ 90 ----- تھان پوجا بدترین لوگوں کا کام ہے
- ❖ 92 ----- بتوں کا طواف

ساتواں باب: رسم و رواج میں شرک کی حرمت

- ❖ 93 ----- شیطان کی وسوسہ اندازی
- ❖ 95 ----- اولاد کے سلسلے میں شرک کی رسمیں
- ❖ 96 ----- کھیتی باڑی میں شرک کی رسمیں
- ❖ 96 ----- چوپایوں میں شرک کی رسمیں
- ❖ 98 ----- حلال و حرام میں اللہ پر افتراء
- ❖ 99 ----- ستاروں میں تاثیر ماننا شرک ہے
- ❖ 100 ----- نجومی، ساحر اور کاہن کافر ہیں
- ❖ 101 ----- نجوم اور رمل پر اعتقاد کا گناہ
- ❖ 102 ----- شگون اور فال کفر کی رسمیں ہیں
- ❖ 102 ----- کوئی بیماری متعدی نہیں

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مقدمہ

تقویۃ الایمان کے مصنف شاہ محمد اسماعیل رحمہ اللہ، شاہ عبدالغنی رحمہ اللہ کے اکلوتے فرزند، شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ محدث دہلوی کے پوتے، شاہ عبدالعزیز محدث رحمہ اللہ، شاہ رفیع الدین محدث رحمہ اللہ اور شاہ عبدالقادر محدث رحمہ اللہ کے بھتیجے تھے۔ پاک و ہند کی وسیع سرزمین میں علم و فضل، درس و تدریس، تصنیف و تالیف، وعظ و ارشاد، تجدید دین، احیائے اسلامیت اور اصلاح اُمت کی ایسی بلند نسبتیں شاید ہی کسی کے حصے میں آئی ہوں، جن سے شاہ اسماعیل رحمہ اللہ نے ان نسبتوں کی بلندی اور اس میراث کی گراں بہائی نہ محض قائم رکھی بلکہ عملاً ان کی زینت و زیبائی بدرجہا درخشاں تر بنا دی۔

شاہ اسماعیل رحمہ اللہ مستند روایت کے مطابق ۱۲ ربیع الاول ۱۱۹۳ھ (۲۶/ اپریل ۱۷۷۹ء) کو پیدا ہوئے۔ گویا اپنے پیر و مرشد امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمہ اللہ سے کم و بیش سات سال بڑے تھے۔ والدہ ماجدہ کا نام بی بی فاطمہ رحمہ اللہ تھا۔

تعلیم و تربیت

شاہ صاحب نے ابتدائی تعلیم والدہ ماجدہ سے پائی۔ آٹھ سال کی عمر میں حافظ قرآن بن گئے۔ ۱۶ رجب ۱۲۰۳ھ (۱۲/ اپریل ۱۷۸۹ء) کو جب شاہ شہید صرف دس برس کے تھے

① میر شہامت علی نے "تقویۃ الایمان" کے انگریزی ترجمے کے دیباچے میں شاہ شہید کی تاریخ ولادت ۲۸ شوال ۱۱۹۵ھ لکھی ہے اور آپ کی والدہ ماجدہ کا نام فضیلت النساء (بنت مولوی علاء الدین پھلتی) بتایا ہے۔ بلاشبہ شاہ صاحب کی ننھیال پھلت ہی میں تھی اور ان کی ہمشیرہ بی بی رقیہ کی پہلی شادی پھلت ہی میں ان کے ماموں کے بیٹے مولوی کمال الدین سے ہوئی، لیکن شاہ صاحب کی تاریخ ولادت اور والدہ ماجدہ کے نام کے متعلق مستند بیان وہی ہے جو متن میں درج ہوا۔ میر شہامت علی کی روایت کا ماخذ ہمیں معلوم نہ ہو سکا۔ انہوں نے شاہ صاحب کے حالات میں اور بھی کئی باتیں ایسی درج کر دی ہیں جو صحیح نہیں۔

سید صاحب رحمۃ اللہ کی بیعت

شاہ شہید رحمۃ اللہ کے علم و فضل کی شہرت اگرچہ عام تھی، لیکن اس کے ساتھ طبیعت میں اک گونہ بے پروائی سی پائی جاتی تھی۔ یعنی انہوں نے کوئی مستقل مشغلہ اختیار نہ کیا تھا۔ شاید اس کی وجہ یہ ہو کہ خاندان میں جن مشاغل کا رواج تھا، انہیں وہ مقاصد اصلاح کے لیے کافی نہ سمجھتے تھے اور کوئی نیا مشغلہ سر دست پیش نظر نہ تھا۔ یا یہ سمجھ لیجئے کہ وہ اپنے دل میں ایک لائحہ عمل کا فیصلہ کر چکے تھے اور رفقاء و معاونین کی تلاش میں متوقف تھے۔ یہ حالت تھی کہ ۱۲۳۲ھ (۱۸۱۹ء) میں امیر المؤمنین سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ، نواب امیر خاں والی ٹونک کی رفقات چھوڑ کر راجپوتانہ سے دہلی پہنچے اور اکبر آبادی مسجد میں مقیم ہوئے۔ پہلے مولانا محمد یوسف پھلتی نے، جو غالباً شاہ ولی اللہ کے بھائی شاہ اہل اللہ رحمۃ اللہ کے پوتے تھے، پھر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ کے داماد، مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ نے اور ان کے بعد شاہ شہید نے سید صاحب سے بیعت کی۔ اسی وقت سے شاہ شہید کی زندگی بالکل بدل گئی۔ وہ رات دن اصلاح و ارشاد میں مصروف رہنے لگے۔ منگل اور جمعہ کو شاہی مسجد میں بالالتزام وعظ فرماتے۔ سرسید نے لکھا ہے کہ نماز جمعہ کے لیے لوگ اس کثرت سے آنے لگے، جیسے عیدین کی نمازوں میں آتے تھے اور سامعین کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ وعظ کا طریقہ ایسا تھا کہ جو کچھ فرماتے دلوں میں پیوست ہو جاتا۔ اگر کسی بات پر کوئی خلش پیدا بھی ہوتی تو آگے چل کر بالکل رفع ہو جاتی۔ احیائے سنت اور ردِ شرک و بدعت و عنظوں کا خاص موضوع ہوتا۔ یہی دور تھا جس میں احیائے دین کا کام پوری سرگرمی سے شروع ہوا اور یہی دور تھا جس کے متعلق مولانا ابوالکلام آزاد رحمۃ اللہ نے ”تذکرہ“ میں تحریر فرمایا:

”دعوت و اصلاح اُمت کے جو بھید پرانی دہلی کے کھنڈروں اور کوئلہ کے حجروں میں دفن کر دیے گئے تھے، اب اس سلطانِ وقت اور سکندرِ اعظم کی بدولت شاہجہاں آباد کے بازاروں اور جامع مسجد کی سیڑھیوں پر ان کا ہنگامہ مچ گیا اور

چنانچہ سید صاحب ساڑھے سات سو مسلمانوں کے قافلے کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے۔ شاہ شہید، ان کی والدہ ماجدہ اور ہمشیرہ مکرمہ بھی ساتھ تھیں۔ دس جہاز کرائے پر لیے۔ ہر جہاز کی جماعت کے لیے ایک امیر مقرر فرمایا۔ کلکتہ سے روانہ ہوئے۔ حج و زیارت کے بعد شعبان ۱۲۳۹ ہجری (اپریل ۱۸۲۳ء) میں واپس تشریف لائے۔ اس سفر میں ایک جہاز کی جماعت کے امیر شاہ اسماعیل رحمہ اللہ تھے۔

دعوتِ جہاد

حج سے واپسی کے بعد شاہ شہید اپنے مرشد کے فرمان کے مطابق ہمہ تن جہاد کی دعوت کے لیے وقف ہو گئے۔ سرسید نے لکھا ہے:

”بموجب ارشاد سید اصفیا یعنی پیر طریق ہدی اس طرح سے تقریر و وعظ کی بنیاد ڈالی کہ مسائل جہاد فی سبیل اللہ بیشتر بیان ہوتے اور یہاں تک کہ آپ کی صیقل تقریر سے مسلمانوں کا آئینہ باطن مصفی و مجلی ہو گیا اور وہ اس طرح سے راہ حق میں سرگرم ہوئے کہ ہر شخص بے اختیار چاہنے لگا کہ سر اس کا راہ حق میں فدا اور جان اس کی اعلاء لواء دین محمدی ﷺ میں صرف ہو۔“

ہجرت

کم و بیش پونے دو سال اس دعوت میں صرف ہوئے۔ جب جا بجا مجاہدین کی جماعتیں تیار ہو گئیں تو غور و فکر کے بعد سرحد سے آغاز جہاد کا فیصلہ ہوا۔ جہاں پنجاب کی سکھ حکومت نے یورشیں شروع کی ہوئی تھیں۔

۷ جمادی الآخر ۱۲۴۱ھ (۱۷ جنوری ۱۸۲۶ء) کو سید صاحب رحمہ اللہ کے ساتھ بہ غرض جہاد راہ ہجرت میں قدم رکھا۔ اس وقت صرف پانچ چھ سو آدمی ساتھ لیے تھے۔ فیصلہ یہ تھا کہ تجویز کردہ مرکز میں پہنچ کر حالات کے جائزے کے بعد باقی جماعتوں کو بلا لیں گے۔ شاہ